# بیعتِ علماء اور ظہورِ مہدی

۱۔قرآنی آیات کے تناظر میں بڑے واقعات سے پہلے اللہ تعالی اور ان کے رسولوں کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے سے ان کی تیاری کے لیے بیعت کی جائے۔۲۔احادیث کی روشنی بیعتِ مہدی سے پہلے بیعتِ علماء کی اہمیت اور اس کا حکم۔۳۔احادیث کی روشنی بیعتِ مہدی کی تکمیل کا مرحلہ وار ترتیب۔۴۔احادیث کی روشنی بیعتِ علماء اور موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریاں۔اس مختصر رسالے کے اہم مضامین ہیں۔

ڈاکٹر مفتی ثناءاللہ، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
مرکز البحوث الاسلامیہ، مردان

# فہرست مضامین

## مقدمہ:

امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں بیعت لیا جائے گا، جو بیعت مہدی کے لیے ایک تمہیدی حیثیت رکھتا ہے۔ امام مہدی کے ظہور سے پہلے احادیثِ مبارکہ میں بیان شدہ علامات کی موجودگی اور زمانے کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اگر علمائے کرام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث مبارک کی روشنی میں امام مہدی کے انصار و مددگار لشکر میں شامل ہونے والوں کے لیے بطورِ تیاری بیعت لینا آئندہ آنے والے عظیم الشان معرکۂ خیر و شر کے لیے تمہید ہوتا ہے۔ لہذا امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں ان کی نصرت کے لیے بیعت کرنا وقت کی ضرورت اور حالات کے بدلتے تناظر میں جان نثاری کا اعلیٰ مقتضیٰ معلوم ہوتا ہے۔

آنے والے حالات میں جان نثاروں کی دینی اور عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ امیر کی اطاعت کا دم بھرنے کا قانون اور اس کے لیے عہد و پیمان کرنے کا رواج قرآن مجید میں انبیائے کرام کے دور سے عام ہے۔ اسی تناظر میں موجودہ زمانے میں دنیا بھر کے بدلتے حالات، دگرگوں صورت حال، مسلم ممالک پر کفار کے حملے، جزیرۃ العرب پر کفری عیسائی افواج کی آمد، عراق پر اقتصادی پابندی، عرب ممالک میں کشیدہ صورت حال، شام کا نہ ختم ہونے والا جنگ اب آہستہ آہستہ بلاد الحرمین کی طرف بڑھ رہا ہے، جو موجودہ صورت میں علمائے کرام کے ہاتھ پر بیعت کرکے انہیں اہلِ حل و عقد کا مرتبہ دے کر ان کو اپنی طرف سے تعینِ خلیفہ کا وکیل بنانا ہے، کیونکہ جب سیاسی

اعتبار سے بلاد الحرمین میں موجودہ حکومت گر جائے گی، تو پوری اسلامی دنیا میں کہیں بھی کوئی برائے نام مسلم ملک باقی نہیں رہے گا، لہذا اب ہر اعتبار سے مسلمانوں پر قیامِ خلافت کا فریضہ مزید مؤکد بن جائے گا۔

جس کے لیے ابھی علمائے کرام کی رہبری میں تعینِ خلیفہ اور امام مہدی کی تقرری کا وقت قریب آ پہنچنے کا زمانہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھ پر جان، مال، وقت، اہل و عیال اور ہجرت و جہاد کی بیعت کر کے ان کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کریں۔ اس مختصر رسالے میں اسی مضمون کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ میں مذکورہ مضامین یہ ہیں: ا۔ قرآنی آیات کے تناظر میں بڑے واقعات سے پہلے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولوں کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے سے ان کی تیاری کے لیے بیعت کی جائے۔ ۲۔ احادیث کی روشنی بیعتِ مہدی سے پہلے بیعتِ علماء کی اہمیت اور اس کا حکم۔ ۳۔ احادیث کی روشنی بیعتِ مہدی کی تکمیل کا مرحلہ وار ترتیب۔ ۴۔ احادیث کی روشنی بیعتِ علماء اور موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریاں۔

کاتب الحروف: ثناءاللہ، مردان،
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

## بحث اول: بڑے واقعات سے پہلے بیعت کا قرآنی منظر نامہ

**آیت نمبر:۱**۔وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ[**سورۃ آل عمران: ۸۱**]

ترجمہ :اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اسکی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

**تشریح** :اس آیت مبارکہ کے علاوہ دیگر آیاتِ قرآنیہ میں انبیائے کرام کا دوسرے آنے والے رسولوں کی بیعت اور پہلے سے ان کی تائید اور نصرت کے لیے میثاق کا تذکرہ ملتا ہے، جب کہ اہل کتاب سے ان کے انبیائے کرام اور علمائے کرام کے ہاتھوں لیے گئے میثاق اور عہد وپیمان کی کی خلاف ورزی کی واضح الفاظ میں مذمت کی گئی ہے اور ایسے لوگوں پر شدید غضب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اور اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے آنے والوں انبیائے کرام اور ان کے ہاتھوں لائی ہوئی کتاب وحکمت کی تصدیق، تائید اور اس پر ایمان لانے والوں کا ذکر فرمایا۔ ساتھ ہی ہر پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط وعدہ اور اور پختہ عزم کا عہد وپیمان کیا، مگر پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اقرار اور اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کا میثاق لیا، کہ کیا وقت آنے پر اسے

نبھاؤ گے، تو ہر پیغمبر نے تیسری بار یہ وعدہ کیا کہ ہاں میں اسے پوری طرح نبھاؤں گا۔ پھر چوتھی بار اللہ تعالیٰ نے توحید و رسالت اور حق کی تائید کے لیے اس عہد وپیمان پر ان انبیائے کرام اور اپنی ذات الٰہی کو گواہ بنالیا۔ اس بار بار عزمِ نو اور وقت سے پہلے آنے والے پیغمبر کی منہج کی تائید کے لیے گذشتہ انبیائے کرام سے وعدہ لینا اور ایک دوسرے کی بیعت کرنا انبیائے کرام کا طریقہ ہے۔ لہذا امام مہدی کے ظہور سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی روسے اسلامی تاریخ میں پوری دنیا پر پہلی بار عدل وانصاف کا مکمل طور پر بول بالا ہونے اور کفر کے خاتمے کے لیے وقت سے پہلے توحید، رسالتِ محمد ﷺ اور جہاد اور اطاعت کی بیعت کرنا زیادہ اہمیت کا حامل معلوم ہوتا ہے۔

**آیت نمبر:۲۔** وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ [سورۃ الانفال: ۱۷۲] ترجمہ: اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے انکی اولاد نکالی تو ان سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرالیا (یعنی ان سے پوچھا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں؟ ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا پروردگار ہے) یہ اقرار اس لیے کرایا تھا کہ قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی۔

**تشریح:** اس آیتِ مبارکہ میں پوری انسانیت سے اس وقت عقیدۂ توحید کی تسلیم پر عہد لیا اور اس کے لیے سب انسانوں کو اپنے آباء واجداد اور سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر جمع کیا اور ان سے گواہی لی، کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب انسانوں نے مل کر

اقرار کیا کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے۔ اور یہ عہد وپیمان اور اقرار وغیرہ اس لیے کیا، تاکہ روزِ قیامت پھر کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ بات سنن الہیہ میں سے ہے کہ کسی عظیم کام کے آنے سے پہلے یاد دہانی اور تاکید کے لیے اپنے جتھے کو جمع کرنا اور اس آنے والے کام کی عظمت کی خاطر پہلے سے ایک دوسرے سے عہد وپیمان لینا ایک ضروری امر ہے، کیونکہ انسان کی طبیعت میں غفلت اور نسیان پڑا ہوا ہے، لہذا بھول جانے کی صورت میں بہت خطرناک تباہی اور ایک بڑے نقصان کا قوی امکان تھا، اس لیے اللہ رب العزت نے سب انسانوں کو جمع کر کے عقیدۂ توحید کے لیے سب ان سے عہد لیا، پھر اسے استفہام اور سوالیہ انداز میں دوبارہ مؤکد کیا اور پھر تیسری مرتبہ اس بارے میں لوگوں کی اپنے اوپر گواہی سے مزید تاکید کر دی گئی اور اس کے بعد وقت آنے پر یہ عقیدہ نہ رکھنے اور اس کے نقصان کی صورت میں یہ عذر قبول نہ ہوگا کہ ہمیں پہلے سے خبر نہ تھی۔

ایسے ہی عقیدہ ظہورِ مہدی کے لیے بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں علمائے کرام کے ہاتھوں امام مہدی کے ظہور سے پہلے ان کی نصرت اور تائید کے لیے جمع ہو کر بیعت کرنا نہ صرف ممدوح ہے، بلکہ اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے سنن کونیہ میں سے معلوم ہوتا ہے، تاکہ وقت آنے پر یہ عذر نہ ہو کہ ہمیں خبر نہ تھی اس لیے ہم بیعت سے محروم ہو گئے اور کاروانِ حق کا راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کے مخالفین کی راہ پر چل پڑے۔

## بیعتِ رضوان اور امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں نصرتِ مہدی کے لیے بیعت میں مماثلت اور دونوں کی اہمیت:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (18) وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا

ترجمہ: (اے پیغمبر) (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا اور جو (صدق و خلوص) انکے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔ اور بہت سی غنیمت جو انہوں نے حاصل کیں۔

تشریح: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر قریشِ مکہ کے پاس بھیجا گیا، تو یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ انہیں شہید کر دیا گیا، اس خبر کے بعد آئندہ آنے والی لڑائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے کفارِ قریش پر یلغار کے لیے قتال اور جہاد کی بیعت، موت تک لڑنے کی بیعت اور انجام سے صرفِ نظر کرتے ہوئے زندگی کے آخری لمحے تک میدانِ کارزار میں لڑنے کے لیے بیعت لیا گیا، جس میں نبی کریم ﷺ نے باقاعدہ ہر صحابیؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت فرمایا اور بعض صحابہ کرامؓ سے دو بار بیعت لیا گیا۔ اللہ رب العزت بیعت سے نہایت خوش ہوئے اور جس درخت کے نیچے بیعت لیا گیا، اس درخت کو بہت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، جب کہ اس محتمل اور بعد میں نہ واقع ہونے والی اس جہاد کے لیے بیعت کرنے والوں کے مغفرت کی بشارت دے دی گئی۔ دل و جان سے جہاد کے لیے بیعت کرنے والے اس گروہ سے اللہ تعالیٰ نے خوشی کا اعلان کیا،

ان کے صدق اور اخلاص کی تعریف فرمائی۔ اور اس بیعت کے بدلے کافروں پر رعب اور مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان اور سکون کا ذریعہ بنایا، جب کہ یہی بیعت عنقریب فتح عنایت کرنے کا زینہ قرار دیا۔ ایسے ہی یہی بیعت آئندہ فتوحات میں حاصل ہونے والی غنیمتوں کا پیش خیمہ ثابت ہونے کی بشارت دی گئی۔

## امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں بیعتِ نصرت:

اگر دیکھا جائے تو اس بیعت کے نتیجے میں نہ تو لڑائی ہوئی اور نہ ہی اس سفر میں جنگ کا ارادہ تھا، بلکہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر مسلمانوں کو ان کی خون کا بدلہ لینے کے لیے متفق کرنا اور انہیں سفرِ عمرہ میں جہاد کی عزیمت کا عزم کرنے کے واسطے بیعت کے لیے جمع کرنا، جس کا اثر مسلمانوں کی جمعِ خاطر اور جہاد کا عزم مزید مضبوط ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اطاعت اور جینے مرنے تک عہد وپیمان کرنے کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ کے اخلاص و وفا کی شہادت دی، جب کہ بیعت کرنے والے صحابہ کرامؓ سے رضا مندی اور ان سے خوش ہونے کا اعلان فرمادیا۔

امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کی بیعت کو اگر اس تناظر سے دیکھا جائے، تو علمائے کرام کی یہ بیعت بھی امام مہدی کی بیعت اور اس کے بعد ہونے والے جنگوں کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے ایک عظیم بیعت ہوگی۔ لہذا بیعۃ الرضوان کی طرح یہ بیعت بھی ایک نہایت عالی شان مرتبے کی حامل ہوگی، جب کہ بیعتِ رضوان میں صرف ممکنہ لڑائی تھی اور اس میں متیقن لڑائی ہوگی۔ اس وجہ سے بیعتِ رضوان کی وجہ سے جو اطمینان، سکون اور فتوحات وغنیمتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا تھا ایسے ہی امام مہدی کی

بیعت کے بعد بھی ہو گا۔

امام مہدی کی بیعت میں شرکت کرنے والوں کو دنیاو آخرت کی بھلائی اور روئے زمین میں سب سے بہترین لوگوں کی جماعت کا خطاب دیا گیا ہے، لہذا اس کی تیاری کے لیے علمائے کرام کے ہاتھوں بیعت کرنے والوں کی فضیلت خود بخود واضح ہوتی ہے۔

امام مہدی کی بیعت اور استقامت کے ساتھ ان کے ساتھ لڑنے والوں اور شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے والوں کی شان بدریین کی طرح ہو گی۔

ذیل میں چند احادیث ذکر کر کے امام مہدی علیہ الرضوان کی شان اور ان کی بیعت کا شرف حاصل ہونے والوں کی فضیلت ذکر کی جاتی ہے تاکہ ان نصوص کی روشنی میں بیعت کی اہمیت اور اس کی شرعی حیثیت واضح ہو جائے۔

## بحث دوم: بیعتِ مہدی سے پہلے علمائے کرام کا بیعت اور اس کا شرعی جائزہ

**حدیث نمبر:۱۔**عن ثوبان، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يقتتل عند كنزكم ثلاثة، كلهم ابن خليفة، ثم لا يصير إلى واحد منهم، ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق، فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم» - ثم ذكر شيئا لا أحفظه فقال - فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج، فإنه خليفة الله المهدي" [سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب خروج المهدی، رقم: ۴۰۸۴، ج۲ ص۱۳۶۷] **ترجمہ و تشریح:** حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خزانے کے پاس تین بادشاہ کے بیٹے آپس میں لڑیں گے، پھر یہ بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی، پھر مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی

سخت جنگ لڑیں گے، جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لڑے ہوگی، پھر کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا، جب تم اسے دیکھو، تو ان کی بیعت کرو، اگرچہ رینگتے ہوئے کیوں نہ جانا پڑے، کیونکہ اس میں مہدی ہوں گے۔ اس روایت میں مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے آنے کے بعد سخت جنگ کا تذکرہ ہے، لیکن روای سے پیغمبر ﷺ کی دوسری بات یاد نہیں رہی۔ پھر فرمایا کہ جب مشرق سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھ لو، توان کی بیعت کرو، اگرچہ رینگتے ہوئے تکلیف کے ساتھ جانا پڑے، تب بھی ان کے ساتھ ہو جاؤ، کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے عالم اسلام کے لیے خلیفۃ الارض یعنی امام مہدی ہوں گے۔

اس حدیثِ مبارک میں ظہورِ مہدی کی نشانی بھی واضح فرمائی کہ ایک ہی خاندان میں بادشاہ کے تین بیٹوں میں حکومت اور خزانے سے متعلق سخت لڑائی شروع ہو جائے، جس کے بعد حکومت ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی، اس کے بعد مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے تین بیٹوں میں لڑائی کے بعد سیاہ جھنڈے اندرونی خلفشار کو موقع جانتے ہوئے جزیرۃ العرب پر یلغار کریں گے، جس کے نتیجے میں حکومت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔ مگر راوی سے بات کا بھول جانا اس بات کا قرینہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف سیاہ جھنڈے نکل آنا اور ان کی اتباع کرنا کامیابی نہیں، بلکہ سیاہ جھنڈوں میں گمراہی اور ہدایت دونوں قسم کے جھنڈے ہوں گے، گمراہی کے جھنڈوں کے ساتھ ہونا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے، جب کہ راہ یاب سیاہ جھنڈوں کی صحبت کامیابی کا ضامن ہے۔

اس کے بعد ان جھنڈوں میں راہ یاب جھنڈوں کی پیروی کرنا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے

کا حکم دیا گیا، اور اس حکم کے لیے وجوب کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

## سیاہ جھنڈے اور بیعت کا واجب ہونا

اس حدیث میں سیاہ جھنڈے کی صحیح پہچان کے بعد ان کا ساتھ ہونا اور ان کی نصرت کرنا واجب کا درجہ اختیار کرے گی، لہذا سخت تکلیف کی صورت میں بھی اگر ان کے ساتھ صحبت میسر ہو جائے، تو ایک بڑی کامیابی ہے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امر کا صیغہ یعنی "فبايعوه" وجوب کے لیے ہے، استحباب یا ارشاد کے لیے نہیں اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس کے بعد "ولو حبوا على الثلج" کا اضافہ اس جماعت کی عظمت اور ان کی اتباع کے لازم ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

**حدیث نمبر:۲۔** عن مجاهد، عن تبيع، قال: «سيعوذ بمكة عائذ فيقتل، ثم يمكث الناس برهة من دهرهم، ثم يعوذ عائذ آخر، فإن أدركته فلا تغزونه، فإنه جيش الخسف» [کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۹۳۵، ج ا ص ۳۲۷۔] **ترجمہ وتشریح:** حضرت مجاہدؒ، تبیع سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک پناہ لینے والا پناہ لے گا، مگر اسے فوراً قتل کیا جائے گا، پھر لوگ ایک زمانہ انتظار کریں گے، پھر ایک دوسرا پناہ لینے والا آئے گا۔ اے مخاطب! اگر تم اسے پاؤ، تو اس کے خلاف لڑائی میں حصہ نہ لو، کیونکہ مخالفین کا یہ لشکر زمین میں دھنس جانے والوں کا گروہ ہو گا۔

اس روایت میں ظہورِ مہدی کی علامت یہ بیان کی گئی کہ پہلے ایک پناہ لینے والے مکہ میں آئے گا، مگر فوراً قتل کر دیا جائے گا، اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دوسرا شخص مکہ میں آئے گا، یہ دوسرا شخص حقیقی مہدی ہو گا۔ لہذا مہدی کی بیعت کر کے اس کی اتباع کرنے کا حکم دیا

گیا، جب کہ اس کے مخالفین میں شامل ہونے کی صراحتاً نفی کی گئی۔
اس روایت سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ مہدی کی مخالفین کے ساتھ جاملنا دنیا میں رسوائی کا باعث ہوگا، کیونکہ ان کے مخالفین زمین میں دھنس جائیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ پہلی روایت میں "فبایعوہ" امر کا صیغہ وجوب کے لیے ہے، استحباب یا ارشاد کے لیے نہیں، کیونکہ اس روایت میں ان کے مخالفین کے ساتھ ہونے کی بھی سخت نفی کی گئی۔

**حدیث نمبر:۳۔**عن عبد الله بن عمرو، قال: يحج الناس معاً، ويعرفون معاً، على غير إمام، فبينما هم نزول بمنى إذا أخذهم كالكلب، فثارت القبائل بعضها على بعض، فاقتتلوا حتى تسيل العقبة دماً، فيفزعون إلى خيرهم....

**ترجمہ و تشریح:** لوگ بغیر امام کے اکٹھے حج اور عرفہ کریں گے، حج کے دوران اچانک منیٰ میں قبائل کے درمیان لڑائی چھڑ جائے گی، اس خونریز جنگ میں اموات کی کثرت کی وجہ سے خون منیٰ کے ٹیلوں تک پہنچ جائے گا، ان حالات کی وجہ سے لوگ اپنے درمیان سب سے بہتر یعنی امام مہدی کی طرف رجوع کریں گے۔ اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام مہدی اس زمانے میں کائنات کے سب سے افضل شخصیت ہوں گے۔

**حدیث نمبر:۴۔**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: (..، يُقَالُ لَهُ الْمَهْدِيُّ فِي الْأَرْضِ، وَهُوَ الْمَهْدِيُّ فِي السَّمَاءِ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ فَلْيَتَّبِعْهُ).[الفتن لنعیم،۹۹۳]

ترجمہ و تشریح: عبداللہ بن عمروؓ کی ایک تفصیلی روایت میں امام مہدی کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے، جس میں آپ کو زمین اور آسمان میں مہدی کا لقب پانے والا فرمایا ہے، اس روایت میں فرمایا کہ جو کوئی انہیں پالیں، تو ان کی اتباع کریں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام مہدی کی شخصیت زمین وآسمان میں مہدی کا خطاب پانے والے ہوں گے، اس وجہ سے ان کا زمانہ پانے والوں پر لازم ہے کہ ان کی اتباع کریں۔

**حدیث نمبر:۵۔**عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر أنه قال: ...، إذا قام مهدينا أهل البيت قسم بالسوية، وعدل في الرعية، فمن أطاعه فقد أطاع الله، ومن عصاه فقد عصى الله) [عقد الدرر، ص۱۰۷]

**ترجمہ وتشریح:** ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت ہے کہ جب اہل بیت کے مہدی خلافت کا قیام کریں گے، تو لوگوں میں مال کو برابر تقسیم کریں گے اور رعایا میں عدل وانصاف کا معاملہ برتیں گے، لہذا جس نے اس کی اطاعت کی، تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی، تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام مہدی کی اطاعت لازم اور ان کی مخالفت شرعاً حرام ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کہا گیا اور ان کی مخالفت کو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کہا گیا۔ جب کہ مہدویت کا منکر احادیث سے ثابت شدہ متواتر حکم کا منکر کہلاتا ہے اور متواتر کا منکر کافر ہوتا ہے، لہذا مہدویت کا منکر کافر معلوم ہوتا ہے۔ [الحاوی للفتاوی ۹۹/۲]

مذکورہ بالا امور سے ثابت ہوا کہ امام مہدی کے ظہور کے بعد اس کی تائید اہل علم کے فتاویٰ سے ثابت ہو جائے، تو ان کی اتباع واجب ہو جاتی ہے۔ جب کہ اہل السنۃ اور شیعہ حضرات کے نزدیک یہ عقیدہ "متفقہ عقیدہ" کہلاتا ہے، اگرچہ تفصیلات میں اختلاف ضرور ہے۔

## بحثِ سوم: بیعتِ مہدی اور بیعتِ علماء: تکمیلِ بیعت کا انداز

**پہلی روایت:** "فيخرج من قرية من قرى جُرش، في ثلاثين رجلاً، فيبلغ

المؤمنين خروجه، فيأتونه من كل أرض، يحنون إليه كما تحنون إليه كما تحن الناقة إلى فصيلها، فيجيء فيدخل مكة، وتقام الصلاة، فيقولون: تقدم يا ولي الله. فيقول: لا أفعل، أنتم الذي نكثتم وغدرتم. فيصلي بهم رجلٌ، ثم يتداعون عليه بالبيعة تداعي الإبل الهيمِ يوم ورودها حياضها، فيبايعونه". [عقد الدرر للمقدسی، ص۱۴۸]

ترجمہ: یمن کے "جرش" گاؤں سے تیس آدمیوں کے مابین نکلیں گے، تو مومنوں کو ان کے نکلنے کی اطلاع ہو جائے گی۔ وہ زمین کے مختلف اطراف سے ان کی محبت میں والہانہ طور پر ایسے آئیں گے، جیسے کہ اونٹنی اپنے چھوٹے بچے کی طرف محبت بھرے انداز میں لوٹتی ہے۔ آپ آکر مکہ میں نماز کے وقت داخل ہوں گے، آپ کو نماز پڑھانے کے لیے امامت کی دعوت دیتے ہوئے کہیں گے: اے اللہ کے ولی! آپ امامت کرائیں، مگر وہ انکار کریں گے، تم ہی وہ لوگ ہو، جنہوں نے دھوکہ دہی اور وعدہ خلافی کی ہے، تو دوسرا ایک آدمی نماز پڑھائے گا، پھر ایک دوسرے کو ان کی بیعت کے لیے اس طرح دعوت دیں گے، جیسے پیاسے اونٹ ایک دوسرے کو پانی پینے کے دن بلاتے ہیں، تو سب لوگ بیعت کریں گے۔

**دوسری روایت:** وعن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، قال: (إذا انقطعت التجارات، والطرق، وكثرت الفتن، **خرج سبعة رجال علماء من أفق شتى على غير ميعاد، يُبايع لكل رجل منهم ثلاثمائة وبضعة عشر رجلاً**، حتى يجتمعوا بمكة، فيلتقي السبعة فيقول بعضهم لبعض: ما جاء بكم؟ فيقولون: جئنا في طلب هذا الرجل الذي ينبغي أن تهدأ على يديه هذه الفتن، وتفتح له القسطنطينية قد عرفناه باسمه، واسم أبيه، وأمه، وحليته، فيتفق السبعة على ذلك، فيطلبونه فيصيبونه بمكة،

فيقولون له: أنت فلان بن فلان؟، فيقول: لا بل أنا رجل من الأنصار، حتى يفلت منهم فيصفونه لأهل الخبرة والمعرفة به، فيقال: هو صاحبكم الذي تطلبونه، وقد لحق بالمدينة، فيطلبونه بالمدينة فيخالفهم إلى مكة، فيطلبونه بمكة فيصيبونه، فيقولون: أنت فلان بن فلان وأمك فلانة بنت فلان وفيك آية كذا وكذا؟ وقد أفلت منا مرة فمد يدك نبايعك، فيقول: لست بصاحبكم أنا فلان بن فلان الأنصاري، مروا بنا أدلكم على صاحبكم، حتى يفلت منهم فيطلبونه بالمدينة، فيخالفهم إلى مكة فيصيبونه بمكة عند الركن، فيقولون: إثمنا عليك ودماؤنا في عنقك إن لم تمدد يدك نبايعك هذا عسكر السفياني قد توجه في طلبنا عليهم رجل من جرم، فيجلس بين الركن والمقام فيمد يده، فيبايع له ويلقي الله محبته في صدور الناس، فيسير مع قوم أسد بالنهار رهبان بالليل. عن قتادة قال: قال رسول الله: يأتيه عصاب العراق، وأبدال الشام فيبايعونه بين الركن والمقام فيلقي الإسلام بجرانه). **کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۰۱۔**

**ترجمہ: جب راستے بند اور کاروبار کساد بازاری کا شکار ہوں گے اور ہر سو مختلف النوع قسم کے فتنے وقوع پذیر ہو چکے ہوں گے، اس دوران دنیا بھر کے مختلف اطراف سے سات علمائے کرام پہلے سے کسی متعین تاریخ کے بغیر امام مہدی کی بیعت کے لیے نکالیں گے، جب کہ ان میں سے ہر عالمِ دین کے ہاتھ پر تقریباً ۳۱۳ لوگوں نے بیعت کی ہو گی، یہ تمام علمائے کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر ایک دوسرے سے مل کر آنے کی غرض جانیں گے، تو معلوم ہو گا کہ ان سب کی غرض اس زمانے میں وقوع پذیر فتنوں کے اختتام کے لیے اس شخصیت کی تلاش ہے، جس کے ہاتھ پر بیعت کے بعد فتنوں کی یہ کثرت رک جائے گی اور قسطنطینہ فتح ہو گا۔**

**ان سب حضراتِ علمائے کرام کا یہی کہنا ہو گا کہ ہم نے کتبِ حدیث میں اس شخص کا نام اس**

کے ماں کا نام اور اس کی صورت و سیرت جان چکیں ہیں، یہ سب علمائے کرام احادیثِ مبارکہ میں ذکر کردہ علامات کی تلاش کرنے پر متفق ہوں گے، تو اس کی تلاش کرکے مکہ میں انہی صفات سے متصف شخصیت کو پائیں گے، تو اس کا نام، باپ کا نام، سادات خاندان میں ہونا وغیرہ دیگر علامات کے بارے میں پوچھیں گے، تو وہ گلو خلاصی کے لیے کہے گا، نہیں ، بلکہ میں انصار میں سے ہوں، یہ کہہ کر وہ شخصیت ان کے ہاتھ سے بھاگنے کا موقع پا لیں گے، یہ علمائے کرام اس شخصیت کے بارے میں معرفت اور زیادہ خبر رکھنے والے لوگوں سے جب اس شخصیت کا انصار میں سے ہونا بیان کریں گے، تو کہیں گے، یہ تو وہی شخصیت ہے، جنہیں تم تلاش کر رہے تھے اور وہ تم سے جان چھڑا کر مدینہ منورہ پہنچ چکا ہے، لہذا یہ علمائے کرام ان کی تلاش میں مدینہ منورہ جائیں گے، تو اسے ان علمائے کرام کے مدینہ منورہ آنے کی خبر معلوم ہو گی، تو وہ واپس مکہ مکرمہ آ جائیں گے، تو یہ علمائے کرام ان کے پاس مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے اور امام مہدی سے متعلق صفات کے بارے میں اس سے معلومات لیں گے، لیکن اس بار پھر وہ وہی جواب دیں گے کہ میں وہ شخصیت نہیں ہوں، جس کی تمہیں ڈھونڈ ہے، بلکہ میرا نام اور میرے باپ کا نام تو یہ ہے، ہاں البتہ اگر تم کہو، تو میں تمہیں تمہارے مطلوبہ صفات کی شخصیت دکھا سکتا ہوں، اس بار پھر وہ شخصیت ان کے ہاتھوں سے نکلنے میں کامیاب ہوں گی۔ پھر اس کی تلاش میں مدینہ منورہ جائیں گے، تو وہ مکہ مکرمہ لوٹ چکے ہوں گے، لہذا یہ علمائے کرام مکہ مکرمہ لوٹ کر انہیں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان پائیں گے، تو کہیں گے کہ جب آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لیے نہیں بڑھاتے، تو ہماری اور امتِ مسلمہ کے خون کی ذمہ دار آپ ہوں گے! کیونکہ ہماری تلاش میں سفیانی (یعنی

مہدی مخالف لشکر) پہنچنے والا ہے، جس کا سربراہ قبیلہ "جرم" کا ایک آدمی ہے، تو وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائیں گے، تو ان کے ہاتھوں بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں میں ان کی محبت ڈال دیں گے۔ ان کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے، جو دن میں شیروں کی طرح لڑائی کرنے والے اور رات کو تارک الدنیا بزرگوں کی طرح عبادت گزار ہوں گے۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس عراق کے اولیاء کا گروہ اور شام کے ابدال آکر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے، اس کے بعد پورے دنیا پر اسلام پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

## امام مہدی کی بیعت اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیثِ بیعت میں مذکور ہے کہ علمائے کرام مہدی کے پاس بار بار بیعت کی قبولیت کے لیے جائیں گے اور مہدی بیعت قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے ان سے کنارہ کشی اختیار کریں گے، جب کہ امام مہدی کی بیعت سے متعلق بعض کئی امور کی وضاحت اس حدیثِ مبارک میں کی گئی ہے۔

ا۔ اس حدیث میں ظہورِ مہدی سے قبل ظلم وجبر کی بعض مختلف صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ اس میں امتِ مسلمہ کو ہلاکت سے نجات دینے کے لیے بعض علمائے کرام احادیثِ مبارکہ میں ظہورِ مہدی سے متعلق علامات کی تحقیق کر کے ظہورِ مہدی کا زمانہ اور اس سے متعلقہ نشانیاں پائیں گے۔

۳۔امت میں اختلافات، خونریزی، سیاسی اور اقتصادی انتشار کے وقت علمائے کرامامت کی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ان علامات کی روشنی میں مہدئ موعود کی تلاش میں نکلیں گے۔

۴۔دنیا کے مختلف اطراف میں عالمِ اسلام کا درد رکھنے والے علمائے کرام قرآن وسنت کی نصوص اور وہبی بصیرت کے نتیجے میں نشانیوں کی روشنی میں وقت کا تعین کرتے ہوئے مکہ کا رخ کریں گے۔

۵۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے علمِ لدنی کے حصول کے لیے جس عالم کے پاس جانے کے لیے سفر کیا، وہاں تک پہنچنے کے بعد شاگرد سے مردہ مچھلی کا عجیب وغریب طریقے سے دریا میں کھودنے کا انوکھاواقعہ، استاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتانا یاد نہ رہا، جس کی وجہ سے علمی سفر میں تھکاوٹ اور بھوک محسوس کرنے پر موسیٰ علیہ السلام نے جب مچھلی کے کھانے کا مطالبہ کیا، تو شاگرد کو واقعہ یاد آیا اور بالآخر واپس وہی جگہ جانے کا فیصلہ کیا اور وہاں پر موجود شخصیت سے استفادہ کا سلسلہ شروع فرمایا۔اس واقعہ میں استادِ موعود کی جگہ ملنے سے پہلے بھوک نہیں آئی تھی، مگر جب وہ جگہ گزر گئی، تب کھانا مانگا، اگرچہ مجمع البحرین تک کے سفر کا پتہ بتایا گیا تھا، لیکن متعلقہ مقام تک پہچانے کا قرینہ علمِ لدنی سے معلوم ہو گیا۔ ایسے ہی حق تک پہنچنے کا طویل سفر حضرت سلمان فارسیؓ کو آگ کے معبد سے مدینہ منورہ کی غلامی تک صرف اور صرف طلب صادق کے ذریعے ہی طے کرنا پڑا۔اسی طرح حضرت تمیم داریؓ کا سمندر کے سفر میں محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچ جانا اور ہواؤں کے رخ کے ذریعے سے جساسہ دجال سے ملاقات اور واپسی پر نبی کریم ﷺ کو اطلاع دینا الٰہی تکوینیات

میں سے تھا۔

## امام مہدی کے بیعت سے پہلے علمائے کرام کالوگوں کو مہدی کے بیعت کے لیے تلقین اور تیاری

**اس حدیث میں**(( يبايع لكل رجل منهم ثلاث مائة وبضعة عشر رجلاً )) سے یہ معلوم ہوتا ہے عالمِ اسلام کے مختلف علمائے کرام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی اجتہادی کام کے ذریعے ظہورِ مہدی سے پہلے تیاری کا مرحلہ طے کریں گے، جس کے لیے ایک منظم ترتیب کے تحت مسلسل کام، ظہورِ مہدی کے بعد عالمِ اسلام کے خراب صورتِ حال کی اصلاح، معاصر اسلحوں کی ٹریننگ اور امام مہدی کی نصرت کے لیے اپنے متعلقین کو جینے مرنے، مال واسباب لٹانے اور ہر آن وہر لمحے ان کے ساتھ شرکت کے لیے امام مہدی کی بیعت سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں بیعت کریں گے۔

اس کی تائید سنن ابوداؤد کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ خراسان کا ایک گروہ امام مہدی کے ظہور سے پہلے ان کے سلطنت کی تائید اور اس کی نصرت کے لیے مددگار جماعت کے طور پر ظاہر ہوگی، جب کہ ایک روایت میں فرمایا کہ ظہورِ مہدی سے پہلے ان کے آنے کے لیے بطورِ تمہید تیاری کریں گے۔

جب کہ ایک دوسری حدیث میں ظہورِ مہدی سے پہلے خراسان میں حق اور نظام عدل وانصاف کے قیام کے اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے چند افراد مل کر اسلامی نظام کے قیام کے لیے لڑیں گے، مگر انہیں اسلامی نظام قائم کرنے سے روکا جائے گا، پھر جہاد اور قتال شروع کریں گے، اس کے بعد مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا اور اس دوران انہیں اسلامی

حکومت قائم کرنے کا موقع ملے گا، مگر وہ اس اسلامی حکومت کو قائم کر کے اس کی باگ دوڑ امام مہدی کے ہاتھ میں دیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ظہورِ مہدی سے پہلے فتنوں کے اس دور میں بھی چند عالی ہمت اہل علم امت کی خیر خواہی کی آرزو لیے ہوئے اسلامی نظام کے قیام کے لیے جہاد و قتال میں مصروف ہوں گے، مگر مکمل فتح نہ ہونے اور نصرتِ الٰہی کی تائید شاملِ حال نہ ہونے کی وجہ انہیں یہی سمجھ آئے گی کہ ان کی امامت کے لیے پیشن گوئی کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے جس شخصیت کا انتخاب فرمایا ہے، اسی شخصیت کو متعین کرنے کے بعد ہی مکمل فتح ہو گی اور مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا مداوا ہو سکے گا، جس کے لیے قیامِ خلافتِ راشدہ ہی کے لیے مسلح جدوجہد کرنے والوں میں سے چند علمائے کرام اٹھ کر اپنے ساتھیوں کو جہاں باقاعدہ تربیت کے عمل سے گزاریں گے، وہیں اس نظام کے لیے امیر کے تلاش کا عمل بھی جاری رکھیں گے۔اس دوران جب جزیرۃ العرب میں بادشاہت کے حصول کے لیے خاندانِ سلطنت میں جنگ شروع ہو جائے گی، تو یہ حضرات پہلے سے اپنے تربیت یافتہ افراد کی بیعت لے کر امام مہدی کو متعین کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جائیں گے۔

اس سے ان علمائے کرام کی عظمت، قدر و منزلت، علمی شان اور یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ظہورِ مہدی کے لیے برسوں کی دعاؤں، محنتوں اور مختلف کاوشوں کا نتیجہ انہی افراد کے ہاتھوں ظاہر ہو گا، جو احادیث کی بیان کردہ علامات کو امام مہدی میں پا کر ان کے ہاتھوں بیعت کریں گے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذکورہ بالا سات علمائے کرام میں ہر ایک

کے دل میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و تشدد پر سخت افسوس ہوگا، جس کی وجہ سے اس ظلم و جبر کے خاتمے کرنے کے لیے ان کے دل متفکر ہوں گے اور اس کے لیے رائج غیر شرعی طریقوں سے ہٹ کر اسلامی طریقۂ انتخاب یعنی خلافت کی محنت ان علمائے کرام کی مشن کا اہم ہدف ہوگا، جس کے لیے تعلیم و تربیت، ترغیب وارشاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اپنائیں گے، جس کے لیے ہر ایک گروہ کی کم از کم تعداد ۳۱۳ افراد پر مشتمل ہوگی۔

اس حدیثِ مبارک سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام مہدی کی تلاش میں نکلنے والے علمائے کرام اور ان کے متبعین مہدی کے انصار اور مددگار کہلائیں گے، جو پچھلے کئی عرصے سے ان کی خلافت کے قیام کے لیے کئی قربانیں دے چکے ہوں گے اور اب اپنے علاقے کے معتبر علمائے ربانیین کے ہاتھوں بیعت کر کے ان کے ظہور کی علامات پانے کی وجہ سے باقاعدہ امام مہدی کی بیعت کے لیے جان و مال کی ہر قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

جب کہ ان کے ہاتھ پر کم از کم ۳۱۳ کی تعداد کا بیعت کرنا شاید برکت کی وجہ سے ہو، کیونکہ سب سے پہلے تاریخِ اسلامی میں جہاد کے افراد طالوت کے ساتھ ۳۱۳ تھے اور بدریین کی تعداد بھی ۳۱۳ تھی اور یہی آخری معرکہ کفر و شر کے لیے بھی خشتِ اول کی حیثیت رکھے گی۔

## بحثِ چہارم: ظہورِ مہدی سے پہلے امام مہدی کی نصرت کے لیے علمائے کرام کا بیعت لینا اور اس کی اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے علمائے

کرام مہدویت کی تبلیغ کر کے امام مہدی کے لیے جینے مرنے کی بیعت لیں گے، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں امام مہدی کے ظہور سے پہلے جن علامات کی نشاندہی کی گئی ہے، ان میں سے ایک اہم نشانی "خراسان" سے سیاہ کالے جھنڈوں کا ظاہر ہونا ہے امتِ مسلمہ کو ان کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے علمائے کرام کا امام مہدی کی بیعت کے لیے لوگوں کو تیار کرانا اگرچہ اہم کام ہوگا، مگر یہ معاملہ تاریخِ اسلامی کے مشکل ترین مسائل میں سے معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث میں "ولو حبوا على الثلج "یعنی اگرچہ وہاں تک کا سفر برف پر رینگتے ہوئے کیوں نہ ہو، تب بھی یہ سفر پورا چاہیے، اور وہاں تک پہنچ کر خراسان سے نکلے ہوئے اس لشکر کے ساتھ ہو کر امام مہدی تک پہنچنے کا سفر پورا کرلیں۔

جب کہ دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس دور میں بلادِ حرمین میں برف باری ہونے کی وجہ سے سردیاں ہوں گی اور ہر جگہ برف ہونے کی وجہ سے سفر مشکل ہوگا، جیسا کہ آج کل بلادِ حرمین میں برف باری شروع ہو چکی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے یہی وہ منہج ہے، جس میں چل کر آگے محمد بن عبداللہ المہدی کے لشکر کے ساتھ ملنا تکوینی طور پر مقرر ہے، انہی نکات کی طرف حدیث مبارک میں اشارہ کیا گیا، چنانچہ فرمایا: "إذا رأيتم الرايات السود من قبل خراسان، فأتوها ولو حبوا على الثلج، فإن فيها خليفة الله المهدي "یعنی جب تم خراسان سے سیاہ کالے جھنڈوں کو نکلتے ہوئے دیکھو، تو ان کے پاس آؤ، اگرچہ برف پر رینگتے ہوئے چل کر کیوں نہ آنا پڑے، کیونکہ

ان میں (روئے زمین پر) اللہ تعالیٰ کے خلیفہ امام مہدی ہیں۔

اس روایت میں امام محمد بن عبداللہ المہدی کی خراسان کے سیاہ جھنڈوں سے تعلق کو واضح فرمایا گیا کہ آپ کا تعلق انہی جھنڈوں سے ہوگا، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "فإن فيها خليفة الله المهدي" اس جملے میں "فإن" کو اگر "ان" تحقیقہ لیا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ یقینی طور پر محمد بن عبداللہ المہدی انہی خراسانی جھنڈوں میں سے ہوں گے۔

اور اگر حرف "ان" کو انکاریہ مانا جائے، تو اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا: یہ بات درست نہیں کہ امام مہدی خراسان سے نکلے ہوئے جھنڈوں کے علاوہ دوسروں سے ہوں، بلکہ امام مہدی انہی خراسانی جھنڈوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حرف "ان" رفع شک کے لیے ہو، تو اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا اس میں کوئی شک نہیں کہ امام مہدی خراسان سے نکلے ہوئی سیاہ جھنڈوں میں سے ہوں گے۔

## کیا امام مہدی کا تعلق ہمیشہ کے لیے خراسان کے سیاہ جھنڈوں والے لشکر سے ہوگا؟

ا۔ شارحینِ حدیث کے کلام اور حدیث کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کا خراسان کے سیاہ جھنڈوں سے تعلق ہوگا اور آپ انہی کے منہج پر چل کر امت کی رہنمائی کریں گے، یہی وجہ ہے کہ خراسان میں جب یہی تحریک اسلامی خلافت قائم کریں گے۔ اس دوران امام مہدی کا ظہور ہو کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت مکمل ہو گی، تو خراسانی لشکر اپنی حقِ خلافت کے حصول کے لیے خونریز لڑائیوں کے لڑنے کے بعد بھی خود اس حق سے دست بردار ہو کر امام مہدی کی خلافت کا علم بلند کریں گے۔

خراسانی حکومت اپنی فوجی لشکریں امام مہدی کی بیعت اور ان کی نگرانی میں جنگ کے لیے جزیرۃالعرب روانہ کریں گی، جیسا کہ مختلف احادیثِ مبارکہ میں یہی مضمون آیا ہے کہ پہلے یہ لشکر خراسان سے ہوتے ہوئے کوفہ، پھر شام وہاں سے بیت المقدس اور پھر جزیرۃ العرب کا رخ کریں گی۔

تاہم اتنی بات گذشتہ احادیث سے واضح ہو گئی کہ امام مہدی کا تعلق خراسانی سیاہ جھنڈوں والے لشکر سے ہو گا، لیکن کیا یہ تعلق ہمیشہ کے لیے ہو گا اس بارے میں علامہ برزنجی لکھتے ہیں کہ امام مہدی تو مکہ مکرمہ میں ہوں گے، تو پھر "فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی" کا کیا مطلب ہوا؟

اس بارے میں فرمایا کہ یہاں "فیہا" سے مراد امام مہدی کا اس وقت خراسان میں ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس وقت ان کے مددگار خراسان میں ہوں گے۔ یا یہ مقصود ہے کہ امام مہدی کا تعلق سیاہ کالے جھنڈوں والوں سے رہ چکا ہو گا، اگرچہ اب بالفعل ان میں سے نہ ہوں، یا پھر ان سے الگ تحریک سے وابستہ ہو، مگر فی الجملہ اس خراسانی تحریک کے بنیادی منہج سے وابستگی ہو گی۔

۲۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی خراسانی سیاہ جھنڈوں سے تعلق رکھتے ہوئے خراسان سے واپس جزیرۃالعرب تشریف لا چکے ہوں گے، کیونکہ بیعت تو رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی، لیکن خراسان اور بیعت کے درمیان جو زمانہ ہے اس میں آپ کہاں ہوں گے؟

اس بارے میں چند آثار کو ذکر کیا جاتا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خراسانی لشکر کے ساتھ

تعلق کے بعد آپ کہاں ہوں گے ؟

الف:"يخرجُ المَهديُّ مِن قريةٍ باليمنِ يُقالُ لها: كرعة"ترجمہ: یمن کے گاؤں "کرعہ" سے امام مہدی نکلیں گے۔

ب:"يخرج المهدي من قرية من قرى جرش في ثلاثين رجلاً"
ترجمہ: یمن کے شہر "جرش" سے تیس آدمیوں کے ہمراہ نکلیں گے۔

ج: فتتفق السبعة على ذلك، فيطلبونه، فيصيبونه بمكة، فيقولون له: أنت فلان ابن فلان؟ فيقول: لا، أنا رجل من الأنصار. حتى يفلت منهم"ترجمہ: جب سات علمائے کرام امام مہدی کے ظہور کے زمانے اور ان کی تلاش پر متفق ہوں گے، تو انہیں تلاش کرتے کرتے مکہ مکرمہ میں پالیں گے۔ ان سے پوچھیں گے، کیا آپ کا نام فلاں بن فلاں ہے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ نہیں، بلکہ میں امام مہدی کے انصار اور مددگاروں میں سے ہوں، یہ کہہ کر وہ ان کے ہاتھ سے چھٹکارا پاکر نکل جائیں گے۔

د:"إنه يخرج من المدينة إلى مكة فيستخرجونه الناس من بينهم فيبايعونه"ترجمہ: امام مہدی مدینہ سے مکہ کی طرف نکلیں گے، تو لوگ ان کو اپنے درمیان میں سے نکال کر ان کے ہاتھوں بیعت کریں گے۔

گذشتہ چاروں روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امام مہدی کا تعلق خراسانی سیاہ جھنڈوں سے ہوگا، مگر بیعت سے پہلے اپنے آبائی گاؤں یمن کی طرف واپس جائیں گے، جہاں سے باقاعدہ تیس( ۳۰) افراد کی جماعت کے ساتھ حج کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوں گے اور اس

دوران علمائے کرام ان کی تلاش میں محتاط طریقے سے پوچھ گچھ کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔امام مہدی ان کو اپنے بارے میں مہدی کے انصار کا نام لے کر ان کے ہاتھوں سے نکل کر بیعت سے انکار کریں گے، مگر پہچاننے والے لوگ انہیں اپنے درمیان میں سے اصرار کے ساتھ نکال کر ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی خراسانی لشکر کے ساتھ تعلق کے ساتھ ساتھ یمن کے لوگوں اور جزیرۃ العرب میں بھی خاصے معروف شخصیت کے طور پر جانے جائیں گے۔یہی وجہ ہے کہ قریب سے دیکھنے والے حضرات ان میں موجودہ علامات دیکھ کر پوری دنیا کو ان علامات کے بارے میں اطلاع دیں گے۔علمائے کرام تحقیق وتدقیق کے بعد موقع کے مناسبت اور سیاسی حالات کو دیکھیں گے اور ان کی تلاش میں جا کر امام مہدی کے بارے میں اطلاع دینے والوں سے معلومات اکھٹا کریں گے اس کے بعد ان کی تلاش میں کامیابی کے لیے بار بار کوشش کریں گے اور بالآخر مہدویت اور علاماتِ ظہورِ مہدی کی ترویج کرنے والی جماعت کی مدد سے بیعت کا مرحلہ تکمیل کو پہنچے گا۔

گذشتہ باتوں سے جہاں خراسانی سیاہ جھنڈوں سے تعلق کے بعد امام مہدی کی زندگی کے گزارنے کے مقامات کا پتہ چلا، وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ خراسانی سیاہ جھنڈوں کے منہج پر چلتے ہوئے امام مہدی خود بھی ظہورِ مہدی کی ترویج کنندگان میں ہوں گے اور خود آپ کا تعلق بھی امام مہدی کے انصار کے ساتھ ہوگا، اسی کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا: "فيقولون له: أنت فلان ابن فلان؟ فيقول: لا، أنا رجل من الأنصار "یعنی میں فلاں بن فلاں تو نہیں ہوں، ہاں البتہ مہدی کے انصار میں سے ضرور

ہوں۔اس سے مقصود یہ ہوگا کہ میں خود امام مہدی کے ظہور کی فکر میں ہوں اور اسی مقصد کے لیے یہاں حج کے موسم میں آیا ہوں، جب کہ آپ کی مطلوبہ شخصیت میں نہیں ہوں، لیکن میں اس بارے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں، کیونکہ امام مہدی کی نصرت ابتداء میں یہی ہوگی کہ ان کی تلاش ہو کر ان کے ہاتھوں بیعت کرنے کے لیے مکمل ماحول مہیا کیا جائے اس اعتبار سے وہ خود ہی اس لیے آئے ہیں کہ علمائے کرام اور امتِ مسلمہ کے قائدین کی کسی متفقہ شخصیت پر اجماع ہو جائے، تاکہ میں بھی اس موقع کو غنیمت جان کر ان کی ہاتھ پر بیعت کروں۔

گذشتہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جن خراسانی سیاہ جھنڈوں سے امام مہدی کا تعلق ہوگا، انہی کے ساتھ تعلق اور وابستگی قائم رکھتے ہوئے جیسے ہی یہ جھنڈے ظاہر ہو جائیں، تو ان سے تعلق رکھنا چاہیے، کیونکہ انہی جھنڈوں کے سایہ تلے امام مہدی زیرِ تربیت ہوں گے۔

## حدیثِ مبارک سے مستنبط امور کی وضاحت:

اس حدیثِ مبارک میں ظہورِ مہدی سے پہلے وقوعِ پذیر چند امور کی طرف اشارہ کیا گیا، جن میں سے چند ایک یہ ہے:

یہ روایت ظہورِ مہدی کے دور کی سیاسی، اقتصادی اور امنِ عامہ کی حالت بیان کر رہی ہے۔ جس میں تیزی سے بدلتے حالات اور بیعت سے پہلے مہدی کی تلاش اور بیعت کے بعد لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کا بیان مذکور ہے۔ جب کہ حالات کے گھمبیر صورت حال کی وجہ سے مہدی کی معرفت کے لیے کوشش اور پہنچاننے کے لیے آپس میں پہلے سے

معرفت رکھنے والوں سے پوچھ گچھ کے بعد بیعت کرنے کی درخواست کا تذکرہ ملتا ہے۔جب کہ لوگوں سے پہنچاننے سے پہلے اصحابِ معرفت سے پوچھنے اور اس بات کا اعتقاد کہ وہ ہمارے درمیان ہی رہنے والا شخص ہے۔جب کہ یہ بات بھی یقینی ہے کہ یہ ایک ایسی شخصیت ہے کہ بعض لوگ اسے پہلے سے جانیں گے۔عالمی اور ملکی سخت حالات کے باوجود ان علمائے کرام کا امام مہدی کی تلاش میں آنا در حقیقت امام مہدی سے محبت اور حالات کا تتبع پر دلالت کرتا ہے۔جب کہ مسلمانوں کا مکہ سے امام مہدی کے ظہور کی طرف منتظر بیٹھنے پر بھی یہ حدیث دلالت کرتا ہے۔اور لوگوں کا اپنے نمائندہ کو امام مہدی کی تلاش میں بھیجنے پر بھی یہ حدیث دلالت کرتا ہے۔جب کہ ان علمائے کرام میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر ۳۱۳افراد کا تن من دھن کی ہر قسم قربانی کے لیے تیار ہونے پر بھی یہ حدیث دلالت کرتا ہے۔یہ تمام باتیں اس پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں میں اس وقت کے فتنوں کے حالات میں بھی ایسے لوگ موجود ہوں گے، جو امام مہدی کے انصار میں ہونے کی فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہوں گے۔جن کی تعداد اہل بدر کے تعداد کے مطابق ہو گی۔ان کی فضیلت کو تو پہلی لوگ پہنچ سکتی ہیں اور نہ ہی بعد میں آنے والے یہ فضیلت حاصل کر پائیں گے۔مذکورہ بالا تشریحات ظہورِ مہدی کے وقت مسلمانوں کی حالت اور امام مہدی کی طرف امتِ مسلمہ کا شدت سے انتظار پر دلالت کرتی ہے۔

۱۔اقتصادی اور عسکری بحرانوں کی وجہ سے مسلمانوں کو درپیش گھمبیر مسائل کا سامنا کرنا۔

۲۔سیاسی طور پر طویل عرصہ تک مختلف اطرافِ عالم میں اسلامی ممالک کا رفتہ رفتہ کساد بازاری اور بدامنی کا شکار ہو جانا۔

۳۔ ملکی اور بین الاقوامی طور پر مسلمانوں کو بھوک وافلاس اور جنگ وجدال میں دھکیل دینا۔
۴۔ جنگ کی چنگاریوں کا آہستہ آہستہ دیگر عجمی اور عربی ممالک سے جزیرۃ العرب کی طرف پہنچ جانا۔
۵۔ اسلامی حکام کی عدمِ توجہی اور ظلم وجبر سے تنگ دل ہو کر علمائے کرام کا خود بخود اٹھ کر قرآن وحدیث کی روشنی میں آخری زمانے میں قائم ہونے اسلامی خلافت کے قیام کے لیے امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلقہ صفاتِ زمنیہ، کونیہ اور شخصیہ کی تحقیق کرنے کے بعد جزیرۃ العرب میں بادشاہت اور خزانے پر لڑائی کرنے کے بعد انتشار کی صورت حال میں وہاں تلاشِ مہدی کے لیے پہنچ جانا۔

حدیث مبارکہ میں ظہورِ مہدی سے پہلے علمائے کرام کے ہاتھوں عوام کی بیعت کے لیے مذکورہ شرائط کا عصر حاضر کی روشنی میں تطبیقی مطالعہ آئندہ آنے والے ابواب وفصول میں بیان کریں گے۔

********************